قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 05 اکتوبر 2020ء | 18 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:235

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس کا جھکاؤ صرف ایک طرف ہو اور دوسری کو نظر انداز کرتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک حصہ جسم کا کٹا ہوا یا علیحدہ ہوگا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب میل الرجل حدیث نمبر ۳۹۴۲)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

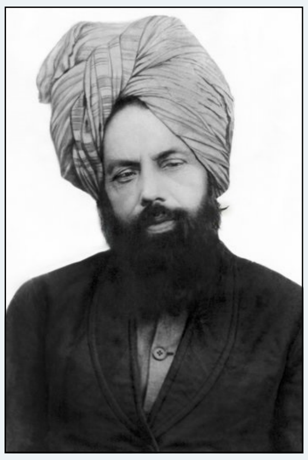

تعدد ازواج اور بیویوں میں اعتدال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو۔ لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو۔ یعنی کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر ان اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہ شادیاں صرف شادیوں کے شوق میں نہ کرو۔ بعض مردوں کو شوق ہوتا ہے ان لوگوں کو بھی جواب دے دیا جو کہتے ہیں کہ اسلام ہمیں چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو تمہاری پہلی بیوی ہے اس کے جذبات کی خاطر اگر صبر کر سکتے ہو تو کرو۔ ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت ہے تو پھر بے شک کرو۔ ایسے حالات میں عموماً پہلی بیویاں بھی اجازت دے دیا کرتی ہیں۔ تو بہرحال خلاصہ یہ کہ پہلی بیوی کے جذبات کی خاطر مرد کو قربانی دینی چاہئے اور سوائے اشد مجبوری کے شوقیہ شادیاں نہیں کرنی چاہئیں۔‘‘

مزید فرمایا:

’’ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلاکسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو۔ لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہو گا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔‘‘ (ملفوظات جلد ہفتم۔ صفحہ 63-65)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں، شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو۔ اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو۔ گو ضرورت پیش آوے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا

(النساء:4)

ترجمہ: اور اگر تم ڈرو کہ تم یتامیٰ کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو۔ دو دو اور تین تین، چار چار لیکن اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر صرف ایک کافی ہے یا وہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یہ طریق قریب تر ہے کہ تم ناانصافی سے بچو۔

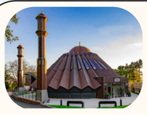

فرمانِ خلیفۂ وقت

بیویوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡھَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء:130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہرحال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیا اور وقت نہ دیا تو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیا اور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا فرض ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2009ء)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- وید (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ)
- خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ)

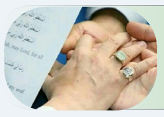 دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

عام مسلمانوں میں تو یہ بڑا عام ہے۔ اور اسی وجہ سے خاص طور پر لڑکوں کی پیدائش کے لئے بڑی توجہ دی جاتی ہے کہ لڑکا پیدا ہو جائے اور لڑکے جو ہیں وہ اپنی بہنوں کو اور اپنے والدین، اپنی بیٹیوں کو جائیداد نہیں دیتے اور ساری جائیداد کا وارث لڑکوں کو بنا دیتے ہیں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور پھر وہ لڑکے بھی اس جائیداد کو ضائع کر دیتے ہیں۔ تو یہ تو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اور آج بھی مثالیں ملتی ہیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خاص طور پر جو واقفین نو کے ماں باپ ہیں ان کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور ان کے لئے دعا بھی اس مقصد کے لئے کرنی چاہئے کہ وہ بڑے ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ وقف کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا دیا اور بڑے ہو کر کہہ دیا کہ ہم تو اپنے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ جو واقفین نَو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کو ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر جماعت ان کو اپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو کریں ورنہ ان کو خالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور والدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔

پس اولاد کے لئے دعا اور خواہش اس سوچ کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ہونی چاہئے کہ ایسی اولاد ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ جو ہماری یعنی ماں باپ کی اور خاندان کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ اپنے دادا پڑدادا کے نام کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ بہت سے ایسے خاندان ہیں جن کے باپ دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ صرف ان کی اولاد ہونا ہی کافی نہیں۔ بڑے لوگ بڑے فخر سے بتاتے ہیں۔ اچھی بات ہے۔ لیکن فخر تب ہونا چاہئے کہ وہ نیکیاں بھی جاری ہوں۔ اولاد ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ماں باپ کا یہ بھی کام ہے کہ اپنی اولاد کے لئے یہ بھی دعا کریں کہ وہ ان کی نیکیاں، باپ دادا کی نیکیاں قائم کرنے والے بھی ہوں اور جب یہ دعا ماں باپ کر رہے ہوں گے تو اپنے پر بھی نظر رکھیں گے کیونکہ ہم اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ رکھنے والے تبھی بن سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنے والے ہوں۔ پس اپنے جائزوں کے ساتھ ہر ایک کو آخری وقت تک بچوں کی نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔‘‘ اور انجام بخیر کے لئے آپ نے فرمایا کہ ’’اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

پھر آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔‘‘ (یہ والدین کا کام ہے۔) فرمایا ’’اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا‘‘۔ فرمایا کہ ’’قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونو نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَکَانَ اَبُوۡھُمَا صَالِحًا (الکہف:83) ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔‘‘ (بچے کیسے تھے، بلکہ ماں باپ کا ذکر کیا۔) فرمایا کہ ’’پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تو پھر اللہ تعالیٰ اولاد کی بہتری کے لئے اور ان کے رزق کے لئے بھی سامان پیدا فرماتا رہے گا۔

پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کی ہی وضاحت ہے کہ ماں باپ کا اپنا نمونہ ہی بچوں کی تربیت میں کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک اولاد کے لئے بہترین نمونہ بننے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ بعض لوگوں کی عادتیں ہوتی ہیں کہ دوسروں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ کیسا ہے تو دوسروں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ تبھی ہم آگے نیک نسل بھی چلا سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کے لئے مستقل دعائیں کرنے والے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی ہمیشہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا چلا جائے۔

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء)

وید

ان کو سودا ہوا ہے ویدوں کا
ان کا دل مبتلا ہے ویدوں کا

آریو! اس قدر کرو کیوں جوش
کیا نظر آ گیا ہے ویدوں کا

نہ کیا ہے نہ کرسکے پیدا
سوچ لو یہ خدا ہے ویدوں کا

عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو
کیوں بھروسہ کیا ہے ویدوں کا

بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو
یہ سراسر خطا ہے ویدوں کا

ناستک مت کے وید ہیں حامی
بس یہی مدعا ہے ویدوں کا

ایسے مذہب کبھی نہیں چلتے
کال سر پر کھڑا ہے ویدوں کا

سرمہ چشم آریہ صفحہ 172 مطبوعہ 1886ء

آج کی دعا

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ حدیث نمبر 2008)

ترجمہ: یقیناً تمام حمد اللہ کے لیے ہے، ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، جس کو اللہ سیدھی راہ پر چلائے، اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ چھوڑ دے، اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہی اکیلا (معبود) ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

یہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حمدِ باری تعالیٰ کی خوبصورت دعا ہے۔ یہی الفاظ تقریباً کچھ اضافوں کے ساتھ خطبہ ثانیہ میں بھی پڑھے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ضماد مکہ آیا، وہ (قبیلہ) از دِشنوء سے تھا اور آسیب کا دم کیا کرتا تھا۔ وہ آپ ﷺ سے ملا اور کہنے لگا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھوں شفا بخشتا ہے تو آپ کیا چاہتے ہیں (کہ میں دم کروں؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) (مندرجہ بالا کلمات) کہے۔ اس پر وہ بول اٹھا: اپنے یہ کلمات مجھے دوبارہ سنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات اس کے سامنے دہرائے۔ اس پر اس نے کہا: میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں (سب) کے قول سنے ہیں، میں نے آپ کے ان کلمات جیسا کوئی کلمہ (کبھی) نہیں سنا، یہ تو بحر (بلاغت) کہ تہہ تک اثر کرنے والا کلام ہے۔ اور کہنے لگا: ہاتھ بڑھائیے! میں آپ کے ساتھ اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے آپ کی بیعت کرلی۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 02 اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مسلمانوں کے دار ارقم میں پناہ گزیں ہونے سے پیشتر نویں نمبر پر اسلام قبول کیا تھا

دس ہجری، حجۃ الوداع کے موقعے پر حضرت ابو عبیدہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا

پاکستان میں احمدیوں کے مخالفین کو انتباہ اور احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک

عشرہ مبشرہ میں شامل آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 02/ اکتوبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم سفیر احمد صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدری صحابہ کے ذکر میں جن صحابی کا ذکر ہوگا وہ ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ۔ آپؓ کا نام عامر بن عبد اللہ تھا اور آپ کا تعلق قریش کے خاندان بنو حارث بن فہر سے تھا۔حضرت ابو عبیدہؓ دراز قامت، چھدری داڑھی اور دُبلے پتلے جسم کے مالک تھے۔ سامنے کے دو دانت غزوۂ احد کے موقعے پر رسولِ خدا ﷺ کے رخسار میں پھنسے خود کو نکالتے ہوئے ٹوٹ گئے تھے۔عشرہ مبشرہ میں شامل ابو عبیدہؓ نے متعدد شادیاں کی تھیں۔ آپؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ سے مسلمانوں کے دار ارقم میں پناہ گزیں ہونے سے پیشتر نویں نمبر پر اسلام قبول کیا تھا۔ یمن یا نجران سے آئے ہوئے وفد نے جب دین سیکھنے کے لیے کسی شخص کو بھجوانے کی درخواست کی تو آنحضور ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ کا ہاتھ تھام کر فرمایا ہر امّت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امّت کے امین ابو عبیدہؓ ہیں۔حضرت عائشہؓ سے جب آنحضور ﷺ کے متعلق پوچھا گیا کہ آپؐ کو اپنے اصحاب میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا یا آپؐ اپنے بعد کسے جانشین بناتے تو حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بعد عائشہؓ نے ابو عبیدہؓ کا نام لیا۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اگر ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو مَیں انہیں خلیفہ نامزد کرتا۔ ابو عبیدہؓ نے جب اسلام قبول کیا تو آپؓ کے والد نے انہیں بہت تکالیف پہنچائیں۔ آپؓ نے حبشہ ہجرت بھی کی۔ اسی طرح جب آپؓ مدینے پہنچے تو رسولِ کریم ﷺ کا چہرہ انہیں دیکھ کر تمتما اٹھا۔ آپؓ کی مؤاخات حضرت سالمؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ یا حضرت سعد بن معاذؓ کے ساتھ قائم ہوئی۔ ابو عبیدہؓ نے جنگِ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ جنگِ بدر میں آپؓ کا باپ 'عبد اللہ' کفّار کی طرف سے شریک تھا اور دورانِ جنگ مسلسل آپؓ کو نشانہ بنانے کی کوشش میں تھا۔ جب آپؓ نے دیکھا کہ ان کا باپ صرف توحید پر قائم ہونے کی وجہ سے کسی طور پر ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تو جذبۂ توحید نسبی تعلق پر غالب آیا اور آپؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ غزوۂ احد میں پتھر لگنے سے خود کی دو کڑیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں پیوست ہوگئیں۔حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگا تو دیکھا کہ ابو عبیدہؓ اس قدر تیزی سے آنحضور ﷺ کی طرف بھاگ رہے تھے جیسے اُڑ رہے ہوں۔ پھر ابو عبیدہؓ نے وہ دونوں کڑیاں اپنے دانتوں سے کھینچ کر نکالیں جس کی وجہ سے آپؓ کے دونوں دانت ٹوٹ گئے۔ صلح حدیبیہ ذوالقعدہ 6/ ہجری میں صلح نامے پر دستخط کرنے والے معزز مسلمانوں میں آپؓ بھی شامل تھے۔ رسولِ کریم ﷺ نے آپؓ کو متعدد سرایا کے لیے بھجوایا۔ ربیع الآخر 6/ ہجری، سریہ ذوالقصہ میں جب حضرت محمد بن مسلمہؓ کے تمام دس ساتھیوں کو بنو ثعلبہ نے اپنی طرف سے شہید کر دیا تو ایک مسلمان کے ذریعے محمد بن مسلمہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپؐ نے محمد بن مسلمہؓ کے انتقام اور مدینے پر حملے کے خطرے کے پیشِ نظر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت روانہ فرمائی۔ آپؓ اس سریے میں کامیاب لوٹے۔

7 یا 8/ ہجری میں سریہ ذات السلاسل کے موقعے پر بنو قضاعہ کی طرف حضرت عمرو بن عاصؓ کی سربراہی میں تین سَو صحابہ کو روانہ کیا گیا۔ دشمن کی تعداد زیادہ ہونے کی اطلاع ملنے پر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی سربراہی میں مزید کمک بھجوائی گئی۔حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی خواہش پر لشکر کی امارت اُنہیں کرنے دی اور اختلاف نہ کیا۔ اس سریے میں ابو عبیدہؓ کی اطاعت کی کیفیت کا علم جب رسول اللہ ﷺ کو ہوا تو آپؐ نے فرمایا ابو عبیدہؓ پر اللہ کی رحمت ہو۔

سریہ سیف البحر 8/ ہجری میں ابو عبیدہؓ کو امیر مقرر کرکے تین سَو سواروں کے ساتھ بنو جہینہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہ سریہ قریش کے تجارتی قافلے کی نگرانی کی غرض سے تھا، جنگ مقصود نہ تھی۔حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم آدھا مہینہ سمندر کے کنارے رہے اور سخت بھوک کے باعث ہم نے درختوں کے پتّے کھا کر گزارا کیا۔ ایسے میں سمندر نے 'عنبر' نامی ایک بہت بڑا جانور ساحل پر اگل دیا۔ ہم آدھا مہینہ اس کا گوشت کھاتے رہے۔ جب ہم مدینے واپس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تمام حال بیان کیا تو آپؐ نے اس مچھلی کے ذکر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری حالت دیکھ کر تمہارے لیے رزق نکالا تھا۔ اگر اس میں سے کچھ ہم راہ لائے ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ اس پر ان میں سے کسی نے آپؐ کو ایک حصّہ دیا اور آپؐ نے اس کو کھایا۔حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اس سریے کے متعلق اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ مہم صلح حدیبیہ کے بعد پیش آئی تھی، جس میں کسی سے جنگ مقصود نہ تھی۔ آنحضرت ﷺ نے دُور اندیشی سے کام لیتے ہوئے بطور احتیاط قافلے کے راستے میں چوکی قائم کرنے کے لیے یہ دستہ روانہ فرمایا تھا تاکہ شام سے آنے والے تجارتی قافلے سے تعرض نہ ہو اور یوں صلح کے معاہدے کے بعد قریش کو نقضِ معاہدہ کا کوئی بہانہ نہ مل جائے۔

فتح مکّہ کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو پیادہ لوگوں اور وادی کے نشیب کا سردار بنایا تھا۔

ایک موقعے پر آپؓ بحرین کے علاقے سے جزیہ لے کر واپس آئے تو لوگوں کو عِلم ہوگیا اور نمازِ فجر سب نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد آپؐ مسکرائے اور فرمایا لگتا ہے تمہیں معلوم ہوگیا ہے کہ ابو عبیدہؓ کچھ لائے ہیں۔ فرمایا مَیں تمہارے متعلق محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ دنیا کی کشادگی اور حرص سے ڈرتا ہوں۔حضورِ انور نے فرمایا پس یہ تنبیہ ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔ اس کو پیشِ نظر نہ رکھنے کی وجہ سے پیسے والے مسلمان اور لیڈر لالچ میں پیش پیش ہیں۔ ہمیں اس لحاظ سے اپنی حالتوں کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔

دس ہجری، حجۃ الوداع کے موقعے پر حضرت ابو عبیدہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد خلافت کے متعلق انصار اور مہاجرین میں اختلاف ہوا۔ انصار حضرت سعد بن عبادہؓ کے گھر پر جمع ہوئے اور ان کی رائے تھی کہ انصار و مہاجرین ہر دو گروہ سے ایک ایک امیر ہونا چاہیے۔ مہاجرین کی طرف سے اس موقعے پر حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ گئے۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں اس موقعے پر تقریر کرنا چاہتا تھا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ ابو بکرؓ ویسی بات نہ کہہ سکیں گے جیسے مَیں نے تیاری کی ہے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے اس موقعے پر ایسی شان دار اور فصیح تقریر کی جو تمام تقاریر سے بڑھ کر تھی۔ فرمایا کہ ہم یعنی مہاجرین امیر ہیں اور تم یعنی انصار وزیر ہو۔ پس حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ میں سے کسی ایک کی بیعت کرلو۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں! ہم تو آپؓ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپؓ ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی اور اس کے بعد سب لوگوں نے بھی حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرلی۔ بہرحال حضرت ابو بکرؓ کے نزدیک حضرت ابو عبیدہؓ کا یہ مقام تھا کہ خلافت کے لیے آپؓ کا نام تجویز فرمایا۔ خلافت کے بارے میں بحث میں حضرت ابو عبیدہؓ نے انصار سے فرمایا کہ تم تو وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے مدد کی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ اب تم ہی سب سے پہلے اختلاف پیدا کرنے والے ہوجاؤ۔

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال کا کام حضرت ابو عبیدہؓ کے ذمے لگایا۔ 13/ ہجری میں شام کی طرف آپؓ کو امیر لشکر بنا کر بھجوایا گیا۔حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بطور سپہ سالار معزول فرمایا تو ابو عبیدہؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ رومیوں کے خلاف لڑائی میں کئی اطراف سے لشکر کشی کی گئی تو آپؓ حمص کی طرف بڑھنے والے چوتھے دستے کے قائد تھے۔حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ جب سب لشکر ایک جگہ اکٹھے ہوجائیں تو حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار ہوں۔

جنگِ اجنادین جمادی الاوّل 13/ ہجری میں رومیوں کی ایک لاکھ فوج کے مقابل پر مسلمانوں کی تعداد پینتیس ہزار تھی۔ اس جنگ میں بھی حضرت ابو عبیدہ ایک دستے کے سالار تھے۔ دمشق کی فتح کے بعد معرکہ فحل کے موقعے پر رومی فوج نے صلح کی غرض سے اپنے سفیر کو ابو عبیدہؓ کے پاس بھجوایا تو اس نے آپؓ کو سپاہیوں اور ماتحتوں کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔سفیر نے حضرت ابو عبیدہؓ کو واپس جانے کے عوض خوب لالچ دیا لیکن آپؓ نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے مزید پیش قدمی کرتے ہوئے لاذقیہ کا محاصرہ کیا۔ یہ مقام حفاظتی انتظامات کے لحاظ سے بہت مستحکم تھا۔ آپؓ نے خاص حسنِ تدبیر سے اس مقام کو فتح کیا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا ذکر آئندہ جاری رہے گا۔ خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اُنہیں مولویوں اور حکومتی اہل کاروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ قانون کے محافظ، قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس طرح انہیں سیاسی استحکام مل جائے گا۔ لیکن یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہی چیز ان کی تباہی کا ذریعہ بنے گی۔ اللہ کرے کہ اس کی مدد اور نصرت جلد آئے اور وہاں کے احمدی ان مشکلات سے جلد چھٹکارا پا سکیں۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ستمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا (حضرت عمرؓ)

مؤذنِ رسول ﷺ، سَابِقُ الْحَبَشَة عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چار مرحومین عزیزم رؤوف بن مقصود جونیئر طالب علم جامعہ احمدیہ یوکے (از بیلجیم)، مکرم ظفر اقبال قریشی صاحب (سابق نائب امیر اسلام آباد، پاکستان)، آنریبل کابینے کاباجا کاٹے صاحب آف سینیگال اور مکرم مبشر لطیف صاحب ایڈووکیٹ آف لاہور (حال کینیڈا) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج جن بدری صحابی کا مَیں ذکر کروں گا وہ ہیں حضرت بِلال بن رباحؓ۔ حضرت بلال کے والد کا نام رباح تھا اور والدہ کا نام حمامہ۔ حضرت بلالؓ اُمَیَّہ بن خَلَف کے غلام تھے۔ حضرت بلالؓ کی کنیت ابوعبداللہ تھی جبکہ بعض روایات میں ابوعبدالرحمٰن اور ابوعبدالکریم اور ابوعمرو بھی مذکور ہے۔ حضرت بلالؓ کی والدہ حبشہ کی رہنے والی تھیں لیکن والد سرزمینِ عرب سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ محققین نے لکھا ہے کہ وہ حبشی سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے یعنی قدیم زمانے میں سامی یا بعض عربی قبیلے افریقہ میں جاکر آباد ہو گئے تھے جس کے باعث ان کی نسلوں کے رنگ تو افریقہ کی دوسری اقوام کی طرح ہو گئے لیکن وہاں کی خاص علامات اور عادات ان میں ظاہر نہ ہوئیں۔ بعد میں ان میں سے بعض لوگ غلام بن کر عرب واپس لَوٹ گئے۔ چونکہ ان کا رنگ سیاہ تھا اس لیے عرب انہیں حبشی یعنی حبشہ کے رہنے والے ہی سمجھتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت بلالؓ مکہ میں پیدا ہوئے اور مُوَلَّدِیْن میں سے تھے۔ مُوَلَّدِیْن ان لوگوں کو کہتے تھے جو خالص عرب نہ ہوں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ سَرَاۃ میں پیدا ہوئے اور سَرَاۃ یمن اور حبشہ کے قریب ہے جہاں مخلوط نسل کثرت سے پائی جاتی ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۶۴-۱۶۵ ''بلال بن رباح''، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الاول صفحہ ۴۱۵ ''بلال بن رباح'' دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۸ء)

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 01 صفحہ 145) (اسد الغابہ (مترجم) جلد اول صفحہ 283 شائع کردہ مکتبہ خلیل)

حضرت بلالؓ کا رنگ گندم گوں سیاہی مائل تھا۔ دبلا پتلا جسم تھا۔ سر کے بال گھنے تھے اور رخساروں پر گوشت بہت کم تھا۔

(روشن ستارے جلد 1 صفحہ 145 از غلام باری سیف صاحب)

حضرت بلالؓ نے متعدد شادیاں کیں۔ ان کی بعض بیویاں عرب کے نہایت شریف اور معزز گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؓ کی ایک بیوی کا نام ہالہ بنت عوف تھا جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ ایک زوجہ کا نام ہند خَوْلَانِیَّہ تھا۔ بنو ابو بُکَیر کے خاندان میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کا نکاح کروایا۔ حضرت ابودَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں بھی حضرت بلالؓ کا رشتہ مُصَاہَرت قائم ہوا تھا۔ البتہ کسی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(سیر الصحابہ جلد دوم ''بلال بن رباح'' صفحہ 159، دار الاشاعت اردو بازار کراچی 2004)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی جلد ۸ صفحہ ۳۳۹ ''ہالۃ بنت عوف''، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۵ء)

(تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۴، ذکر من اسمہ بلال بن رباح، دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰۱)

حضرت بلالؓ کے ایک بھائی تھے جن کا نام خالد تھا اور ایک بہن تھیں جن کا نام غُفَیْرَہ تھا۔

(اسد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۸ بلال بن رباح۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۶ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال سَابِقُ الْحَبَشَة ہیں۔ یعنی اہل حبشہ میں سے سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۶۵ ''بلال بن رباح''، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام لانے میں سبقت لے جانے والے اشخاص چار ہیں۔ أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ۔ یعنی مَیں عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ سَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ۔ سلمان اہل فارس میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور بِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَةِ۔ بلال اہلِ حبشہ میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ اور صہیب رومیوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء لامام الذہبی جلد ۱ صفحہ ۳۴۹، ''بلال بن رباح'' مؤسسہ الرسالۃ ۲۰۱۴)

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت بلال بن رباحؓ ان لوگوں میں سے تھے جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ جب وہ اسلام لائے تو ان کو عذاب دیا جاتا تھا تا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں مگر انہوں نے ان لوگوں کے سامنے کبھی وہ کلمہ ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا۔ انہیں اُمَیَّہ بن خَلَف عذاب دیا کرتا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۶۵ ''بلال بن رباح''، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

حضرت بلالؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو ان کو طرح طرح کا عذاب دیا جاتا تھا۔ جب لوگ حضرت بلالؓ کے عذاب دینے میں سختی کرتے تو حضرت بلالؓ اَحد، اَحد کہتے۔ وہ لوگ کہتے اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو حضرت بلالؓ جواباً کہتے کہ میری زبان اسے اچھی طرح ادا نہیں کرسکتی جو تم کہہ رہے ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بلال کو جب ایذا پہنچائی جاتی اور مشرکین یہ ارادہ کرتے کہ ان کو اپنی طرف مائل کرلیں تو حضرت بلالؓ کہتے اللہ، اللہ۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۶۵ ''بلال بن رباح''، دار احیاء التراث بیروت ۲۰۱۷ء)

(اسد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۳ ''بلال بن رباح'' دار الفکر بیروت ۲۰۰۳ء)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلالؓ ایمان لائے تو حضرت بلالؓ کو ان کے مالکوں نے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے تمہارا رب لات اور عُزّیٰ ہے مگر آپؓ اَحد اَحد ہی کہتے تھے۔ ان کے مالکوں کے پاس حضرت ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم اس شخص کو تکلیف دیتے رہو گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو سات اوقیہ میں خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے یعنی دو سو اسّی درہم میں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! مجھے بھی اس میں شریک کرلو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں نے اسے آزاد کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۶۵ ''بلال بن رباح'' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

(لغات الحدیث جلد 4 صفحہ 527 مطبوعہ علی آصف پرنٹرز لاہور)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کیا تھا اور خرید کے متعلق جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے دو سو اسّی درہم۔ بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے انہیں پانچ اوقیہ یعنی دو سو درہم میں، بعض کے مطابق سات اوقیہ دو سو اسّی درہم اور بعض کے مطابق نو اوقیہ تین سو ساٹھ درہم میں خریدا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الاول صفحہ ۴۱۵ ''بلال بن رباح'' دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۱۶ء)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو خریدا تو وہ پتھروں میں دبے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے سونے کے پانچ اوقیہ کے بدلے ان کو خریدا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر آپؓ صرف ایک اوقیہ دینے پر بھی راضی ہوتے یعنی چالیس درہم تو ہم ایک اوقیہ میں بھی اس کو بیچ دیتے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم اس کو سو اوقیہ یعنی چار ہزار درہم میں بھی بیچنے کو تیار ہوتے تو مَیں سو اوقیہ میں بھی اس کو خرید لیتا۔

(سیر اعلام النبلاء لامام الذہبی جلد ۱ صفحہ ۳۵۳، ''بلال بن رباح'' مؤسسہ الرسالۃ ۲۰۱۴)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سات ایسے غلاموں کو آزاد کروایا جنہیں تکالیف دی جاتی تھیں۔ ان میں حضرت بلالؓ اور حضرت عَامِر بن فُہَیْرَہؓ شامل تھے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر بلال بن رباح، جلد ۳ صفحہ ۳۲۱، حدیث ۵۲۴۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر حدیث ۳۷۵۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت بلالؓ کو دی جانے والی تکالیف اور حضرت ابوبکرؓ کا آپؓ کو آزاد کرانے کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''یہ غلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے مختلف اقوام کے تھے۔ ان میں حبشی بھی تھے جیسے بلالؓ۔ رومی بھی تھے جیسے صہیبؓ۔ پھر ان میں عیسائی بھی تھے جیسے جبیرؓ اور صہیبؓ اور مشرکین بھی تھے جیسے بلالؓ اور عمارؓ۔ بلالؓ کو ان کے مالک تپتی ریت پر لٹا کر اوپر یا تو پتھر رکھ دیتے یا نوجوانوں کو سینے پر کودنے کے لیے

مقرر کر دیتے۔ حبشی النسل بلالؓ امیہ بن خلف نامی ایک مکی رئیس کے غلام تھے۔ امیہ انہیں دوپہر کے وقت گرمی کے موسم میں مکہ سے باہر لے جا کر تپتی ریت پر ننگا کر کے لٹا دیتا تھا اور بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ کر کہتا تھا کہ لات اور عُزّیٰ کی الوہیت کو تسلیم کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے علیحدگی کا اظہار کر۔ بلالؓ اس کے جواب میں کہتے اَحَدٌ اَحَدٌ۔ یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ایک ہی ہے۔ بار بار آپؓ کا یہ جواب سن کر امیہ کو اَور غصہ آ جاتا اور وہ آپؓ کے گلے میں رسّہ ڈال کر شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور کہتا کہ ان کو مکہ کی گلیوں میں پتھروں کے اوپر گھسیٹتے ہوئے لے جائیں۔ جس کی وجہ سے ان کا بدن خون سے تر بتر ہو جاتا مگر وہ پھر بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے چلے جاتے۔ یعنی خدا ایک، خدا ایک۔ عرصہ کے بعد جب خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ میں امن دیا، جب وہ آزادی سے عبادت کرنے کے قابل ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو اذان دینے کے لیے مقرر کیا۔ یہ حبشی غلام جب اذان میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بجائے اَسْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا تو مدینہ کے لوگ جو اس کے حالات سے ناواقف تھے ہنسنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بلالؓ کی اذان پر ہنستے ہوئے پایا تو آپؐ لوگوں کی طرف مڑے اور کہا تم بلالؓ کی اذان پر ہنستے ہو مگر خدا تعالیٰ عرش پر اس کی اذان سن کر خوش ہوتا ہے۔ آپؐ کا اشارہ اسی طرف تھا کہ تمہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ یہ ''ش'' نہیں بول سکتا مگر ''ش'' اور ''س'' میں کیا رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ جب تپتی ریت پر ننگی پیٹھ کے ساتھ اس کو لٹا دیا جاتا تھا اور اس کے سینہ پر ظالم اپنی جوتیوں سمیت کودا کرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کیا اب بھی سبق آیا ہے یا نہیں؟ تو یہ ٹوٹی پھوٹی زبان میں اَحَدٌ اَحَدٌ کہہ کر خدا تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتا رہتا تھا اور اپنی وفاداری، اپنے توحید کے عقیدہ اور اپنے دل کی مضبوطی کا ثبوت دیتا تھا۔ پس اس کا اَسْھَدُ بہت سے لوگوں کے اَشْھَدُ سے زیادہ قیمتی تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب ان پر یہ ظلم دیکھے تو ان کے مالک کو ان کی قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کروا دیا۔ اسی طرح اور بہت سے غلاموں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال سے آزاد کرایا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 193-194)

حضرت بلالؓ کا شمار اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں ہوتا ہے۔ آپؓ نے اس وقت اسلام کا اعلان کیا جب صرف سات آدمیوں کو اس کے اعلان کی توفیق ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۷۶ ''بلال بن رباح''، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۷ء)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کا اعلان فرمایا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعے سے محفوظ رکھا اور ابو بکر کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعے سے محفوظ رکھا۔ جیسا کہ میں گذشتہ ایک خطبے میں بیان کر چکا ہوں کہ نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کی اذیتوں سے محفوظ رہے اور نہ قوم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلموں سے بچا سکی۔ آپ دونوں پر بھی ظلموں کی انتہا ہوئی تھی۔ شروع میں کچھ عرصہ نرمی ہوئی لیکن بعد میں تو بڑی سختیاں ہوتی رہیں لیکن بہرحال یہ راوی کا بیان ہے۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ان کا تو کوئی نہ کوئی سپورٹ کرنے والا تھا۔ کوئی بات کہہ دیتا تھا، آواز اٹھا دیتا تھا لیکن باقیوں کو مشرکوں نے پکڑ لیا جو کمزور تھے یا غلام تھے اور لوہے کی زرہیں پہنائیں اور انہیں دھوپ میں جلاتے تھے۔ پس ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے ان کے ساتھ جس میں وہ چاہتے تھے موافقت نہ کر لی ہو سوائے بلال کے کیونکہ ان پر اپنا نفس اللہ کی خاطر بے حیثیت ہو گیا تھا۔ حضرت بلالؓ تھے جو ہمیشہ ثابت قدم رہے اور وہ اپنی قوم کے لیے بھی بے حیثیت تھے۔ وہ ان کو پکڑتے اور لڑکوں کے سپرد کر دیتے اور وہ انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھماتے پھرتے اور بلالؓ احدٌ احدٌ کہتے جاتے۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

(سنن ابن ماجہ فضائل بلال حدیث 150 ترجمہ از نور فاؤنڈیشن)

حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ حضرت بلالؓ کے اول زمانے میں ایمان لانے کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت خَبَّابؓ جو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ صحابہؓ میں سے تھے اور جن کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ انہوں نے پہلے بیعت کی یا بلالؓ نے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک غلام اور ایک حُرّ نے مجھے سب سے پہلے قبول کیا تھا۔ بعض لوگ اس سے حضرت بلالؓ اور حضرت ابو بکرؓ مراد لیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت خَبَّابؓ ہیں۔''

(مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر، انوار العلوم جلد 14 صفحہ 598)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے 'سیرت خاتم النبیینؐ' میں حضرت بلالؓ کی تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے جو بیان فرمایا ہے وہ اس طرح ہے کہ

''بلال بن رباح، امیہ بن خلف کے ایک حبشی غلام تھے۔ امیہ ان کو دوپہر کے وقت جبکہ اوپر سے آگ برستی تھی اور مکہ کا پتھریلا میدان بھٹی کی طرح تپتا تھا باہر لے جاتا اور ننگا کر کے زمین پر لٹا دیتا اور بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینے پر رکھ کر کہتا لات اور عزیٰ کی پرستش کر اور محمد سے علیحدہ ہو جا، ورنہ اسی طرح عذاب دے کر مار دوں گا۔ بلالؓ زیادہ عربی نہ جانتے تھے۔ بس صرف اتنا کہتے اَحد اَحد یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ایک ہی ہے۔ اور یہ جواب سن کر امیہ اَور تیز ہو جاتا اور ان کے گلے میں رسہ ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور وہ ان کو مکہ کے پتھریلے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے جس سے ان کا بدن خون سے تر بتر ہو جاتا مگر ان کی زبان پر سوائے اَحد اَحد کے اور کوئی لفظ نہ آتا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان پر یہ جور و ستم دیکھا تو ایک بڑی قیمت پر خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 140)

حضرت بلالؓ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؓ نے حضرت سعد بن خَیْثَمَہؓ کے گھر قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کی مؤاخات حضرت عُبَیدہ بن حارثؓ سے کروائی جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپؐ نے حضرت بلال کی مؤاخات حضرت اَبُورُوَیحہ خَثْعَمِی سے کروائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۷۶ ''بلال بن رباح'' دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۷ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو صحابہ وہاں بیمار ہونے لگے جن میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فُہَیرَہ بھی شامل تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت بلالؓ کو بخار ہو گیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو جب بخار ہوتا تو یہ شعر پڑھتے۔ عربی شعر تھا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر شخص جب وہ اپنے گھر میں صبح کو اٹھتا ہے تو اسے صباح الخیر کہا جاتا ہے بحالیکہ موت اس کی جوتی کے تسمے سے نزدیک تر ہوتی ہے اور حضرت بلالؓ جب ان کا بخار اتر جاتا تو بلند آواز سے رو کر یہ شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کاش مجھے معلوم ہو آیا مَیں کوئی رات وادیٔ مکہ میں بسر کروں گا اور میرے ارد گرد اِذْخَر اور جَلِیْل گھاس پات ہوں اور کیا مَیں کسی دن مَجَنَّہ میں پہنچ کر اس کا پانی پیوں گا۔ مَجَنَّہ بھی مکے سے چند میل پر مَرُّ الظَّھْرَان کے قریب ایک جگہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کا ایک مشہور میلہ مَرُّ الظَّھْرَان میں عُکَاظ کے بعد لگتا تھا اور عرب کے لوگ عُکَاظ کے بعد مَجَنَّہ منتقل ہو جاتے اور بیس روز قیام کرتے تھے۔ بہرحال وہ کہتے ہیں کہ وہاں میں پانی پیوں گا اور کیا شَامَہ اور طَفِیْل پہاڑ میرے سامنے ہوں گے۔ شعر میں عرض کر رہے ہیں، بیان کر رہے ہیں۔ طَفِیْل بھی مکہ سے تقریباً دس میل پر ایک پہاڑ ہے اور اس کے قریب ایک اَور پہاڑ تھا جس کو شَامَہ کہتے تھے۔ پھر حضرت بلالؓ کہتے کہ اے اللہ! شَیْبَہ بن رَبِیْعَہ، عُتْبَہ بن ربیعہ اور اُمَیَّہ بن خَلَف پر لعنت ہو کیونکہ انہوں نے ہماری سرزمین سے ہمیں وبا والی زمین کی طرف نکال دیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! مدینہ کو ہمیں ایسا ہی پیارا بنا دے۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی بھی اور حضرت بلالؓ کی بھی یہ باتیں سنیں تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ! مدینہ کو ہمیں ایسا ہی پیارا بنا دے جیسا کہ ہمیں مکّہ پیارا ہے یا اس سے بڑھ کر۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں اور ہمارے مُدّ میں برکت دے۔ یہ صَاعَ اور مُدّ بھی مشہور پیمانوں کے نام ہیں۔ وزن کرنے کے لیے (استعمال) کیے جاتے ہیں اور مدینہ کو ہمارے لیے صحت بخش مقام بنا اور اس کے بخار کو جُحْفَہ کی طرف منتقل کر دے۔ جُحْفَہ بھی ایک دوسرا شہر ہے مکے کی جانب۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ ہم مدینہ آئے اور وہ اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ وَبا زدہ مقام تھا۔ انہوں نے کہا بُطْحَان نالے میں تھوڑا سا پانی بہتا تھا وہ پانی بھی بدمزہ بودار تھا۔ بُطْحَان بھی مدینے کی ایک وادی کا نام ہے۔ یہ بخاری میں روایت ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل المدینة باب کراھیة النبی ﷺ ان تعری المدینة حدیث:۱۸۸۹)

(ماخوذ از فرہنگ سیرت صفحہ 58، 180، 259 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز) (شمائل النبی ﷺ صفحہ 76 حاشیہ)

(شرح زرقانی علی مواھب اللدنیة جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

جب قادیان سے ہجرت ہوئی ہے تو اس وقت احمدیوں کو خاص طور پر ہجرتِ مدینہ کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے کہ ہمیں اس ہجرت سے پریشان نہیں ہونا چاہیے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلالؓ کے اس واقعے کا حوالہ دیتے ہوئے اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے اس وقت جماعت کو یہ کہتے ہوئے فرمایا تھا کہ مَیں اَوروں کو تو نہیں جانتا، اَوروں کو تو نہیں کہہ سکتا جو دوسرے لوگ غیر احمدی مسلمان ہجرت کر کے آئے ہیں لیکن احمدیوں سے یہ کہتا ہوں کہ یہ خیال چھوڑ دو کہ تم لُٹے ہوئے ہو۔ تم نے ہجرت کی ہے اور لُٹ پُٹ کے آئے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مہاجرین پر افسوس کیا کرتے تھے جو وطن اور جائیدادوں کے چھوٹ جانے پر افسوس کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے اس وقت مدینہ کا نام یثرب ہوا کرتا تھا اور وہاں ملیریا بخار بھی کثرت سے ہوتا تھا۔ ملیریا پھیلنا شروع ہوا تو مہاجرین کو بخار چڑھے۔ ادھر وطن کی جدائی کا صدمہ تھا۔ ان میں سے بعض نے رونا اور چِلّانا شروع کر دیا کہ ہائے مکہ! ہائے مکہ! ایک دن حضرت بلالؓ کو بھی بخار ہو گیا انہوں نے شعر بنا بنا کر شور مچانا شروع کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپؐ خفا ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم ایسے کام کے لیے یہاں آئے ہو؟ ہجرت کی ہے تو شور مچانا کیسا؟ حضرت مصلح موعودؓ احمدیوں کو جو اس وقت ہجرت کر کے ہندوستان سے پاکستان آئے تھے، نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں بھی تمہیں یہ کہتا ہوں کہ خوش رہو۔ تم یہ نہ دیکھو کہ ہم نے کیا کھویا ہے۔ تم دیکھو کہ ہم نے کس کے لیے کھویا ہے۔ اگر تم نے جو کھویا وہ خدا تعالیٰ کے لیے اور اسلام کی ترقی کے لیے کھویا ہے تو تم خوش رہو اور کسی موقع پر بھی اپنی کمریں خم نہ ہونے دو۔ تمہارے چہرے افسردہ نہ ہوں بلکہ ان پر خوشی کے آثار پائے جائیں۔

(ماخوذ از قادیان سے ہماری ہجرت ایک آسمانی تقدیر تھی، انوار العلوم جلد 21 صفحہ 379)

تو ہم احمدی تو اس سوچ کے رکھنے والے تھے اور یہ ہمیں اس وقت کے خلیفہ نے نصیحت کی تھی کہ ہماری ہجرت اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اسلام کی خدمت کے لیے ہے۔ وہ لوگ جو پاکستان کی تعمیر کے خلاف تھے، پاکستان کی اساس اور بنیاد کے دعویدار بن کر اپنے جھوٹ اور فریب سے آج احمدیوں کو اس ملک کے بنیادی شہری حقوق سے محروم کر رہے ہیں جس کی خاطر سب سے زیادہ قربانیاں احمدیوں نے دیں۔ جس دین کی برتری اور خدمت کے لیے ہم نے ہجرت کی پاکستان کی پارلیمنٹ نے اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر اس دین کا نام لینے پر بھی ہم پر پابندی لگا دی۔ ہمیں بہرحال ان کی کسی سند کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمیں افسوس اس بات پر ضرور ہوتا ہے کہ ان نام

نہاد ملک کے ٹھیکیداروں نے احمدیوں پر یہ ظلم کر کے صرف احمدیوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ پاکستان پر ظلم کیا ہے اور کر رہے ہیں اور دنیا میں ملک کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس کی ترقی میں روک بن رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ نہ ہوں جو ملک کو کھا رہے ہیں، دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں تو ملک اس وقت ترقی کر کے کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہو لیکن اس کے باوجود ہم پاکستانی احمدیوں کا یہ کام ہے، خاص طور پر جو پاکستان میں رہنے والے ہیں، کہ ملک کی ترقی کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ کوشش کرتے رہیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے اس ملک کو پاک کرے۔ بہرحال یہ واقعہ آیا تو اس ضمن میں ذکر ہو گیا۔ اب مَیں دوبارہ حضرت بلالؓ کی طرف کے واقعات، روایات بیان کرتا ہوں۔

طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے حضرت بلالؓ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۸۰ ’’بلال بن رباح‘‘، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

غزوۂ بدر میں حضرت بلالؓ نے امیہ بن خلف کو قتل کیا جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور حضرت بلالؓ کو اسلام لانے پر دکھ دیا کرتا تھا۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد دوم ’’بلال بن رباح‘‘ صفحہ ۱۵۶، دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۲۰۰۴ء)

امیہ بن خَلَف کے قتل کا واقعہ صحیح بخاری میں بیان ہوا ہے جس کی تفصیل خُبَیْب بن اساف کے ذکر میں مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ تاہم یہاں بھی کچھ بیان کر دیتا ہوں کیونکہ اس کا براہِ راست تعلق حضرت بلالؓ کے ساتھ بھی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے امیہ بن خَلَف کو خط لکھا کہ وہ مکّے میں، جو اس وقت دارالحرب تھا، میرے مال اور بال بچوں کی حفاظت کرے اور مَیں اس کے مال و اسباب کی مدینے میں حفاظت کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اس سے پرانا تعلق تھا۔ امیہ بن خَلَف بدر کی جنگ میں بھی شامل ہوا۔ کافروں کی فوج میں کافروں کے ساتھ آیا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اس کے بدر میں شامل ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ اس پرانے تعلق کی وجہ سے وہ اس پر احسان کر کے جنگ کے بعد رات کو اس کو بچانا بھی چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ بدر کی جنگ میں تھا تو جب لوگ سو چکے تھے مَیں ایک پہاڑ کی طرف نکل گیا تا میں اس کی حفاظت کروں کیونکہ پتہ تھا کہ اس طرف کہیں گیا ہوا ہے تو میں بھی گیا تا کہ اس کو حفاظت کر کے بچا لوں۔ حضرت بلالؓ نے اس وقت اسے کہیں دیکھ لیا۔ چنانچہ حضرت بلالؓ گئے اور انصار کی ایک مجلس میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ امیہ بن خَلَف ہے اگر بچ نکلا تو میری خیر نہیں۔ اس پر بلالؓ کے ساتھ کچھ لوگ ہمارے تعاقب میں نکلے۔ میں ڈرا کہ وہ ہمیں پا لیں گے، پکڑ لیں گے۔ اس لیے میں نے اس کے بیٹے کو اس کی خاطر پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ اس کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہو جائیں اور ہم ذرا آگے نکل جائیں۔ کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس بیٹے کو تو لڑائی میں مار دیا۔ میرا یہ داؤ جو تھا وہ کارگر نہیں ہوا اور اس کو مار کے پھر انہوں نے ہمارا پیچھا شروع کر دیا اور امیہ چونکہ بھاری بھرکم آدمی تھا اس لیے جلدی اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا تھا۔ آخر جب انہوں نے ہمیں پکڑ لیا، قریب پہنچ گئے تو میں نے اسے کہا کہ بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا اور میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا کہ اسے بچاؤں تو انہوں نے جو پیچھا کر رہے تھے میرے نیچے سے اس کے بدن میں تلواریں گھونپیں یہاں تک کہ اسے مار ڈالا۔ ان میں سے ایک نے اپنی تلوار سے میرے پاؤں پر زخم بھی کر دیا۔

(صحیح البخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وکل المسلم … الخ حدیث: ۲۳۰۱)

ایک دوسری روایت میں یہ واقعہ یوں درج ہے۔ اس کا کچھ حصہ بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں ان دونوں یعنی امیہ بن خَلَف اور اس کے بیٹے کو لے کر چل رہا تھا کہ اچانک حضرت بلالؓ نے امیہ کو میرے ساتھ دیکھ لیا۔ مکّے میں امیہ حضرت بلالؓ کو اسلام سے پھیرنے کے لیے بڑا عذاب دیا کرتا تھا۔ حضرت بلالؓ امیہ کو دیکھتے ہی بولے۔ کافروں کا سردار امیہ بن خلف یہاں ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو سمجھو میں نہیں بچا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر مَیں نے کہا تم میرے قیدیوں کے بارے میں ایسا کہہ رہے ہو؟ حضرت بلالؓ نے بار بار یہی کہا اور میں بھی ہر بار یہی کہتا رہا کہ یہ میرے قیدی ہیں۔ حضرت بلالؓ بلند آواز سے چلّائے۔ انہوں نے شور مچا کے آواز دی کہ اے اللہ کے انصار! یہ کافروں کا سردار امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو سمجھو مَیں نہیں بچا اور بار بار ایسا کہا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر انصاری دوڑ پڑے اور انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پھر حضرت بلالؓ نے تلوار سونت کر امیہ کے بیٹے پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں وہ نیچے گر گیا۔ امیہ نے اس پر خوف کی وجہ سے ایسی بھیانک چیخ ماری کہ ایسی چیخ میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس کے بعد انصاریوں نے ان دونوں کو تلواروں کے وار سے کاٹ ڈالا۔

(السیرۃ الحلبیہ الجزء الثانی صفحہ ۲۳۲-۲۳۳ باب ذکر مغازیہ ﷺ / غزوۃ بدر الکبریٰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکرٹری یا خزانچی بھی تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الاول صفحہ ۴۱۵ ’’بلال بن رباح‘‘ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۱۶ء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا آپؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں شریک ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہ ہوتا تو میں شریک نہ ہوتا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ چھوٹے ہونے کی وجہ سے انہیں یہ موقع ملا۔ رشتہ داری تھی اس لیے سفر میں شریک ہوئے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نشان کے قریب آئے جو کہ حضرت کثیر بن صَلت کے گھر کے قریب تھا اور صحابہ کو خطاب فرمایا۔ پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی۔ اور انہیں صدقہ دینے کے لیے فرمایا تو عورتیں اپنے ہاتھوں کو جھکا جھکا کر اپنی انگوٹھیاں اتارتیں اور حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالتی جاتی تھیں۔ حضرت بلالؓ ساتھ تھے۔ جو چادر تھی اس میں وہ ڈالتی جاتی تھیں۔ یہ روایت حضرت ابن عباسؓ نے بیان کی ہے۔ اس کے بعد آپؐ اور حضرت بلالؓ گھر آئے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب وضوء الصبیان و متی یجب علیھم الغسل … الخ حدیث: ۸۶۳)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے اللہ کی خاطر اتنی اذیت دی گئی جتنی کسی کو نہیں دی جا سکتی۔ مجھے اللہ کی خاطر اتنا ڈرایا گیا ہے جتنا کسی کو نہیں ڈرایا جا سکتا۔ اور مجھ پر تیسری رات آ جاتی کہ میرے اور بلالؓ کے پاس کوئی ایسا کھانا نہ ہوتا جسے کوئی جاندار کھا سکے مگر اتنا جسے بلال کی بغل چھپا سکتی۔ بہت تھوڑا معمولی کھانا ہوتا تھا۔

(سنن ابن ماجہ ابواب المناقب باب فضائل بلالؓ حدیث 151 ترجمہ از نور فاؤنڈیشن ربوہ)

حضرت بلالؓ کو سب سے پہلا مؤذن ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ان کے لیے سفر و حضر میں مؤذن رہے اور آپ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اذان دی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الاول صفحہ ۴۱۶ ’’بلال بن رباح‘‘ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۱۶ء)

محمد بن عبداللہ بن زَید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بلانے کے لیے بِگل کا سوچا۔ پھر ناقوس کا ارشاد فرمایا۔ پس وہ بنایا گیا۔ یہ بخاری کی حدیث ہے اور اس کے مطابق بُوق اور ناقوس کے استعمال کا مشورہ صحابہ نے دیا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب دکھائی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے خواب میں ایک آدمی دیکھا جس پر دو سبز کپڑے تھے اور وہ آدمی ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اس کو خواب میں ہی کہا اے اللہ کے بندے! تم یہ ناقوس فروخت کرو گے؟ اس نے کہا تم اس سے کیا کرو گے؟ میں نے کہا میں اس کے ذریعے نماز کے لیے بلایا کروں گا۔ اس نے کہا کیا میں تجھے اس سے بہتر نہ بتاؤں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے پھر وہ اذان کے الفاظ سنائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور پوری اذان۔ أَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ أَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نکلے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رؤیا بتائی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خواب میں ایک آدمی دیکھا۔ اس پر دو سبز کپڑے تھے۔ وہ ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ پھر ساری بات آپؐ کے سامنے بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ تمہارے دوست نے رؤیا دیکھی ہے۔ پھر عبداللہ بن زَید کو ارشاد فرمایا تم بلالؓ کے ساتھ مسجد جاؤ اور اسے یہ کلمات بتاتے جاؤ اور وہ ان کو بلند آواز سے پکاریں کیونکہ تمہاری نسبت وہ زیادہ بلند آواز والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے کہا کہ مَیں بلالؓ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا اور میں انہیں یہ کلمات بتاتا جاتا اور وہ بلند آواز کے ساتھ پکارتے جاتے۔ حضرت عمر بن خطّابؓ نے آواز سنی۔ وہ باہر تشریف لائے اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! میں نے بھی خواب میں وہی دیکھا جو انہوں نے دیکھا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاذان بَابُ بدء الاذان حدیث ۷۰۶)

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب بدء الاذان حدیث ۶۰۴)

اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ

’’ابھی تک نماز کے لیے اعلان یا اذان وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ صحابہ عموماً وقت کا اندازہ کر کے خود نماز کے لیے جمع ہو جاتے تھے لیکن یہ صورت کوئی قابل اطمینان نہیں تھی۔ اب مسجد نبویؐ کے تیار ہو جانے پر یہ سوال زیادہ محسوس طور پر پیدا ہوا کہ کس طرح مسلمانوں کو وقت پر جمع کیا جاوے۔ کسی صحابی نے نصاریٰ کی طرح ناقوس کی رائے دی۔ کسی نے یہود کی مثال میں بوق کی تجویز پیش کی۔ کسی نے کچھ کہا مگر حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ کسی آدمی کو مقرر کر دیا جاوے کہ وہ نماز کے وقت یہ اعلان کر دیا کرے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ اس فرض کو ادا کیا کریں۔ چنانچہ اس کے بعد جب نماز کا وقت آتا تھا بلالؓ بلند آواز سے اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہہ کر پکارا کرتے تھے اور لوگ جمع ہو جاتے تھے بلکہ اگر نماز کے علاوہ بھی کسی غرض کے لیے مسلمانوں کو مسجد میں جمع کرنا مقصود ہوتا تھا تو یہی نِدا دی جاتی تھی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد ایک صحابی عبداللہ بن زَید انصاریؓ کو خواب میں موجودہ اذان کے الفاظ سکھائے گئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اس خواب کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو اذان کے طریق پر یہ یہ الفاظ پکارتے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ خواب خدا کی طرف سے ہے اور عبداللہؓ کو حکم دیا کہ بلالؓ کو یہ الفاظ سکھا دیں۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جب بلالؓ نے الفاظ میں پہلی دفعہ اذان دی تو حضرت عمرؓ اسے سن کر جلدی جلدی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آج جن الفاظ میں بلالؓ نے اذان دی ہے بعینہٖ یہی الفاظ میں نے بھی خواب میں دیکھے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے الفاظ سنے تو فرمایا کہ اسی کے مطابق وحی بھی ہو چکی ہے۔ الغرض اس طرح موجودہ اذان کا طریق جاری ہو گیا اور جو طریق اس طرح جاری ہوا وہ ایسا مبارک اور دلکش ہے کہ کوئی دوسرا طریق اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ گویا ہر روز پانچ وقت اسلامی دنیا کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں ہر مسجد سے

خدا کی توحید اور محمد رسول اللہؐ کی رسالت کی آواز بلند ہوتی ہے اور اسلامی تعلیمات کا خلاصہ نہایت خوبصورت اور جامع الفاظ میں لوگوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 271-272)

موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلالؓ اذان دے کر فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینا چاہتے تو آپؐ کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَلصَّلٰوۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی نماز کے لیے آیئے، فلاح و کامیابی کے لیے آیئے۔ نماز، یا رسول اللہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے نکلتے اور حضرت بلالؓ دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ ’’بلال بن رباح‘‘، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

یہ واضح نہیں ہے۔ اقامت تو اسی وقت ہو گی جب امام محراب میں آ جائے۔ بہرحال جو بھی ہے۔ روایت کا صحیح ترجمہ نہیں ہے یا یہ بیان صحیح نہیں ہے لیکن اصل طریق وہی ہے جو محراب میں امام آ جائے تو پھر اقامت ہو۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ وہ نماز فجر کی اطلاع دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپؐ سوئے ہوئے ہیں تو حضرت بلالؓ نے کہا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ پھر فجر کی اذان میں ان کلمات کا اضافہ کر دیا گیا اور یہی طریق قائم ہو گیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاذان باب السنۃ فی الاذان حدیث:۷۱۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ! یہ کتنے عمدہ کلمات ہیں۔ تم انہیں اپنی فجر کی اذان میں شامل کر لو۔

(معجم الکبیر للطبرانی باب بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ جلد ۱ صفحہ ۳۵۵ حدیث ۱۰۸۱، دار احیاء التراث العربی ۲۰۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مؤذن تھے۔ حضرت بلالؓ، ابو مَحْذُوْرَہؓ، عَمْرو بن اُمِّ مَکْتُوْمؓ۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۷۷ ’’بلال بن رباح‘‘، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۷ء)

ابھی ان کا کچھ تھوڑا سا اَور ذکر باقی ہے جو ان شاء اللہ آئندہ۔ اس وقت مَیں نے کچھ مرحومین کے بارے میں بھی بتانا ہے۔ ان کے جنازے ہوں گے۔ اس لیے باقی ذکر پھر ان شاء اللہ آئندہ کریں گے۔

پہلا جو ذکر ہے وہ عزیزم رؤوف بن مقصود جونیئر بیلجیم کا ہے۔ یہ جامعہ احمدیہ یوکے کے طالب علم تھے۔ 4 ستمبر کو ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بیلجیم کی جماعت ہاسلٹ (Hasselt) سے ان کا تعلق تھا۔ 2018ء میں جامعہ میں داخل ہوئے تھے اور وہاں کا اپنا سیکنڈری سکول ختم کر کے یہاں آئے تھے۔ عزیزم اپنی خلوص سے بھرپور طبیعت، خدمت خلق کے جذبے اور مشقت کی عادت کی بنا پر طلباء اور اساتذہ میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ کچھ دیر پہلے ان کو برین ٹیومر (Braim Tumor) ہوا تھا۔ چھ سات ماہ یہ بیمار رہے۔ بڑے صبر اور بہادری سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ آخر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

ان کے دادا کے ذریعے سے غالباً 1950ء میں ان کے خاندان میں احمدیت آئی تھی اور ان کے دادا کا اچھا اثر و رسوخ تھا۔ اس وقت تو رشتے داروں نے اور مخالفین نے کچھ نہیں کہا لیکن ان کی وفات کے بعد ان کی فیملی کو کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی والدہ کی طرف سے بھی ان کے پڑنانا عبد العلی صاحب اور ان کی اہلیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ رؤوف بن مقصود کے جو پسماندگان ہیں ان میں والدین کے علاوہ تین بہنیں اور دو بھائی شامل ہیں۔ ہمایوں مقصود صاحب والد ہیں محسنہ بیگم صاحبہ والدہ ہیں۔ عزیزہ نشاط بیٹی ہے عمر اٹھارہ سال۔ عزیزم صالح بیٹا ہے عمر چودہ سال۔ عزیزہ ثُنَیِّیہ حُمَیْزَہِیہ نو سال کی ہے۔ عزیزم فاتح بن مقصود سات سال کا ہے۔ عزیزہ جَنَّۃُ السَّامِیَہ چار سال کی ہے۔

بیلجیم کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے بچپن سے انہیں دیکھنے کا موقع ملا اور عزیزم کو غیر معمولی بچہ پایا۔ جب بھی عزیزم کی جماعت میں جانے کا موقع ملا اس کو ہمیشہ مسجد کے ساتھ وابستہ اور خوش اخلاق پایا۔ وفات کے بعد دو دن بیت الرحیم آلکن میں افسوس کے لیے آنے والے لوگوں کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جماعت سے بڑی تعداد میں لوگ اس میں شامل ہوئے اور ان میں بہت سے افراد کو روتے دیکھا۔ ان سب نے عزیزم کے بے شمار واقعات بتائے۔ بیماری کے شروع میں ڈاکٹر نے ان کو بتا دیا تھا کہ ان کو برین کینسر ہے جو کہ زندگی کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود کبھی نہ تو ان کے چہرے پر مایوسی آئی اور نہ ہمت چھوڑی۔ ڈاکٹر کے ساتھ میٹنگ میں ایک ڈاکٹر نے کہا کہ جب موصوف بول سکتے تھے تو ان سے میری گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے ان کو بہت غیر معمولی نوجوان اور روشن دماغ پایا۔ ڈاکٹرز کا یہ بھی کہنا ہے کہ موصوف نے انتہائی تکلیف دہ بیماری میں بھی کبھی کوئی شکایت نہیں کی۔ ڈاکٹرز کے نزدیک اس حالت میں مریض کو بعض اوقات شدید غصہ آ جاتا ہے لیکن انہوں نے بڑی ہمت دکھائی اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ امیر صاحب پھر لکھتے ہیں کہ عزیزم کمال درجہ کی خلافت سے محبت رکھنے والے اور کامل اطاعت کرنے والے تھے۔ ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ رہتی تھی اور ہر ایک سے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، بڑے احترام اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

ہاسلٹ کے مربی صاحب کہتے ہیں کہ بیماری کی تشخیص سے قبل مَیں نے رمضان میں ان سے اطفال کی کلاسز آن لائن لینے کے لیے کہا تو بڑی باقاعدگی سے کلاسز لیتے رہے یہاں تک کہ جب اس بیماری سے ہسپتال داخل ہوئے تو بیماری کے باوجود ہسپتال سے بچوں کی کلاس لیتے رہے یہاں تک کہ بعض اوقات کلاس لیتے لیتے بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور پھر جب طبیعت سنبھلتی تو دوبارہ کلاس شروع کر دیتے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ میں تکلیف میں ہوں، کلاس نہیں لے سکتا۔ اطفال نے بھی اس کا اظہار کیا کہ جب آپ کو تکلیف ہے تو کلاس نہ لیں تو موصوف نے ہمیشہ یہ کہا کہ جب واپس جامعہ کھلے گا تو میں جا کے خلیفۃ المسیح کو کیا جواب دوں گا کہ میں نے چھٹیوں کے دوران کیا جماعتی خدمت کی ہے۔ ایک شوق تھا۔ ایک جذبہ تھا۔ ایک لگن تھی۔

پھر دوسرے مربی سلسلہ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ 2010ء میں ایک ہفتہ کے لیے انہوں نے وقفِ عارضی کیا۔ اس وقت ان کو ان کے والد میرے پاس چھوڑ گئے کہ یہاں رہیں گے کیونکہ اس نے جامعہ میں جانا ہے اس کی ٹریننگ کریں۔ کہتے ہیں اس وقت بھی مَیں نے اس کو دیکھا کہ پانچ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ صبح اٹھ کر نمازِ تہجد کی بھی ادائیگی کیا کرتے تھے۔ مسجد آلکن (Alken) جب تعمیر یا اس کی رینوویشن ہو رہی تھی، تبدیلی ہو رہی تھی تو اس وقت انہوں نے باقاعدہ وقارِ عمل میں حصہ لیا اور سیکرٹری جائیداد کہتے ہیں کہ بڑا مشکل اور بھاری کام پتھر اٹھانے، بجری اٹھانے وغیرہ کا اپنے ذمہ لیتے تھے اور بڑی خوشی سے یہ کام کرتے تھے اور ایک خوبی ان میں یہ تھی کہ سب کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیا کرتے تھے۔ عام طور پر سکول اپنا کھانا لے کر جاتے اور وہاں کھا کے آیا کرتے تھے۔ ایک دن گھر آ کے والدہ کو کہا کہ مجھے کھانا دیں۔ مَیں نے کہا کہ تم لے کر تو گئے تھے تو انہوں نے کہا: ایک بچہ کھانا نہیں لے کے آیا تھا تو اسے مَیں نے اپنا کھانا دے دیا کہ میں گھر میں جا کے کھا لوں گا۔ اسی طرح اپنے دوستوں کے بارے میں فکرمند رہتے اور ان کو کہا کرتے تھے کہ مجھے تمہارے مستقبل کی فکر رہتی ہے۔ اپنے جو قریبی تھے ان کو کہا کرتے تھے کہ اچھے اخلاق والے دوست چنو اور اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش کرو۔ اجتماعات وغیرہ، جلسے وغیرہ میں لگن سے ڈیوٹی دیا کرتے تھے بلکہ ان کے افسر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کی سیکیورٹی ڈیوٹی تھی مَیں نے رات کو کچھ کھانے کو پیش کیا تو موصوف نے کہا پہلے جو میرے ساتھی ہیں ان کو دے دیں۔ بعض والدین کو جن کے بچے وقفِ نو میں شامل ہیں ان سے بھی باوجود چھوٹے ہونے کے اکثر پوچھتے رہتے تھے اور تلقین کیا کرتے تھے کہ کوشش کریں کہ آپ کا بچہ جامعہ میں جائے۔

ان کی والدہ نے بھی بلکہ دونوں والدین نے، والد نے اور والدہ نے بھی، بڑی ہمت سے ان کی بیماری کا یہ عرصہ گزارا ہے۔ والدہ ان سے کہا کرتی تھیں کہ ہم نے تمہیں خدا کی راہ میں وقف کر دیا تھا اب بھی جہاں تم جا رہے ہو، ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا تھا اور کوئی امید نہیں تھی تو بڑے حوصلے سے انہوں نے کہا وہ جگہ جہاں تم اب جا رہے ہو، وہ بھی بڑی اچھی جگہ ہے۔ اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے کی تلقین کرتی رہیں۔ وہ خود بھی اللہ کی رضا پر راضی تھے۔ پھر انہوں نے اپنی ایک تصویر جو میرے ساتھ کھنچوائی ہوئی تھی ہسپتال میں اپنے بیڈ کے سامنے رکھوالی جو اکثر تبلیغ کا ذریعہ بنتی اور ڈاکٹر پوچھتے تھے کہ کون سی کمیونٹی سے تمہارا تعلق ہے؟ ان کو بتایا جاتا کہ ہم جماعت احمدیہ سے ہیں اور اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح جو آنے والا تھا وہ آ گیا ہے اس پر آگے تبلیغ چلتی تھی۔ امیر صاحب کہتے ہیں کہ میں انہیں کہا کرتا تھا کہ تم بے شک بیمار ہو لیکن اس کے باوجود تبلیغ کا ذریعہ بن رہے ہو اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے تھے۔

پھر صدر خدام الاحمدیہ بیلجیم کہتے ہیں کہ ان کو خلافت سے انتہا کا عشق تھا۔ کہتے ہیں ایک دن میں نے اطفال اور وقفِ نو کی کلاس میں خلیفہ وقت کو خط لکھنے کے لیے کہا اور خط لکھوائے تو موصوف میرے پاس آئے اور کہنے لگے مربی صاحب مجھے اردو میں خط لکھنا نہیں آتا۔ مجھے آپ لکھ کے دیں میں نقل کر لوں گا۔ پھر اس کو دیکھ دیکھ کے ہاتھ سے لکھوں گا۔ تو مَیں نے اسے کہا کہ باقی بچے ڈچ میں لکھ رہے ہیں تم بھی لکھ دو۔ یہ جامعہ آنے سے پہلے کی بات ہے۔ تو موصوف نے جواب دیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ میرا خط براہِ راست خلیفۂ وقت تک پہنچے اور وہ میرے لیے دعا کریں۔ پھر یہ مربی صاحب کہتے ہیں کہ عزیزم رؤوف بن مقصود جو کھڑے ہو کر یہ عہد کرتے تھے کہ مَیں اپنی جان اور مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گا تو موصوف نے یہ عہد آخری سانس تک پورا کیا۔ بہت بڑی تعداد ان کے غیر از جماعت بیلجین دوستوں کی تھی اور کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے انہیں بِلک بِلک کر روتے دیکھا ہے۔ جب میں نے ایک دوست سے عزیزم رؤوف بن مقصود کے بارے میں پوچھا تو وہ روتے ہوئے کہنے لگے کہ آج ہمارا بہت ہی پیارا اور خیال رکھنے والا دوست ہم سے جدا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایسے ہمدرد دوست بھی کسی کسی کو ملتے ہیں۔

پھر تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ Messiah has come کی ہم نے تحریک شروع کی تو جہاں بعض دفعہ دوسرے لوگ ہچکچاتے تھے یہ پکڑ پکڑ کے لوگوں کو لے کے آتے تھے اور ان کو تبلیغی لٹریچر دیتے تھے اور گفتگو کرواتے تھے اور مہمانوں کا تعارف بھی کرواتے۔ ہر تبلیغی نشست میں مہمان بھی لے کے آتے۔ بہرحال یہ جامعہ پاس کرنے سے پہلے ہی بہترین مربی اور مبلغ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلوں کی حکمت خود جانتا ہے۔ بعض دفعہ بہترین انسانوں کو جلد اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔ ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ ظفر اقبال قریشی صاحب کا ہے جو سابق نائب امیر ضلع اسلام آباد تھے۔ یہ تین ستمبر کو ستاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک مخلص خاندان سے ان کا تعلق تھا اور آپ کے دادا عبید اللہ قریشی صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے 1904ء میں بیعت کی تھی۔ امۃ الحمید صاحبہ جو آپ کی اہلیہ ہیں ان کے دادا حضرت خلیفہ نور الدین صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ یہ خلیفہ نور الدین اَور ہیں ان کا نام ہے خلیفہ نور الدین۔ یہ حضرت خلیفہ اول نہیں ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ’تحفہ گولڑویہ‘ میں محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں واقع قبر مسیح کی موجودگی کی تحقیق کرنے

کے سلسلہ میں آپ کی خدمت کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ظفر اقبال قریشی صاحب نے ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کی۔ پھر جب پارٹیشن ہند و پاکستان کی ہوئی ہے تو اس وقت پھر انہوں نے پنڈی آ کے وہاں سے میٹرک کیا۔ پھر انجینئرنگ یونیورسٹی سے ڈگری لی۔ پھر سرکاری ملازمت میں چلے گئے۔ پھر یونان سے ایم ایس سی کی ڈگری انہوں نے حاصل کی۔ اس کے بعد ٹیکسلا میں یونیورسٹی پراجیکٹ مینیجر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ 94ء میں یہ چیف انجینئر کی حیثیت سے سرکاری سروس سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس کے بعد یہ اسلام آباد شفٹ ہو گئے اور وہاں مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اور پھر یہ 1998ء میں نائب امیر بنائے گئے۔ اس دوران میں مختلف وقتوں میں قائمقام امیر بھی بنتے رہے اور 2019ء تک اکیس سال سے زائد عرصہ نائب امیر کی حیثیت سے انہوں نے کام کیا۔ بڑی عمر میں عوارض لاحق ہو گئے تھے تو باوجود بیماری کے باقاعدگی سے مسجد آتے۔ اپنا روزمرہ کا کام کرتے۔ بہت کم گو اور صائب الرائے تھے اور انتظامی شعبہ میں بھی کافی تجربہ تھا۔ بڑی سنجیدگی سے احتیاط سے کام کرنے والے، جماعتی پیسے کا درد رکھنے والے اور بہت احساس کرنے والے تھے۔ مَیں جب ناظر اعلیٰ تھا تو اس وقت میں نے ان کو قریب سے دیکھا ہے ماشاء اللہ بڑی بےنفسی اور عاجزی سے یہ کام کرتے تھے اور جو ان کے افسر تھے عمر میں بہت زیادہ چھوٹے تھے ان کی بھی کامل اطاعت کیا کرتے تھے۔

ان کے پسماندگان میں اہلیہ امۃ الحمید ظفر صاحبہ کے علاوہ چار بیٹیاں امۃ الرشید صاحبہ، ڈاکٹر صدف ظفر صاحبہ، شازیہ چوہدری صاحبہ اور عائشہ طارق صاحبہ شامل ہیں۔ ایک لاہور میں ہے باقی کینیڈا میں ہیں۔

ایک بیٹی عائشہ ظفر کہتی ہیں کہ بچپن میں جب سکول جانا شروع کیا تو سالانہ امتحان سے قبل خلیفۂ وقت کی خدمت میں میری طرف سے دعائیہ خط لکھتے۔ پھر جب پوزیشن آتی تو دوبارہ خط لکھتے اور جب اس کا جواب آتا تو پڑھ کر سناتے۔ پھر جب بڑی ہوئی تو مجھے خود خط لکھنے کی تلقین کرتے اور اس خط کا خاکہ بنا کر دیا کرتے اور اس طرح نہایت پیار سے چھوٹی عمر میں ہی میرے دل میں خلافت سے پیار اور اطاعت کا جذبہ پختہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو بھی صبر اور سکون عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ آنریبل کابینے کاباجا کاٹے صاحب آف سینیگال کا ہے جو 24؍ اگست کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ بڑے بہادر، اخلاص رکھنے والے، خلافت سے محبت کرنے والے، جماعتی غیرت رکھنے والے، خدمت کا جذبہ رکھنے والے، قربانی کرنے والے، مہمان نوازی کرنے والے تھے اور یہ ان کی بڑی نمایاں خصوصیات تھیں۔ جماعتی وفد کی ضیافت انتہائی پُرتکلف کرتے۔ اور ہمیشہ یہ خواہش و اصرار ہوتا کہ جب تک جماعتی وفد ان کے ریجن میں ہے آپ ہی ان کی مہمان نوازی کریں گے۔ اگر مہمانوں نے کبھی باہر سے کھانا کھا لیا تو آپ ناراض ہوتے تھے کہ مجھے کیوں موقع نہیں دیا۔ مہمانوں کے لیے اپنے کمرے کو خالی کر دیتے اور ہر سہولت فراہم کرتے۔ سوشلسٹ پارٹی کی طرف سے انتخابات میں حصہ لے کر 18 سال تک ملک کی پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔ ایک مخلص اور باوفا احمدی تھے۔ جب تک جماعت رجسٹرڈ نہیں ہوئی تھی جماعت کی پراپرٹی ان کے نام پر ہی تھی۔ مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ جب 2012ء میں مَیں سینیگال آیا اور اس کے بعد جماعت رجسٹرڈ ہو گئی تو مرحوم فرمانے لگے کہ زندگی کا اب پتہ کوئی نہیں۔ آپ جلدی سے یہ امانت جو جماعت کی پراپرٹی ہے جماعت کے نام کروائیں۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ جب بھی مشکل وقت آیا دفاع کے لیے ہمیشہ پہلی صف میں کھڑے ہوتے۔ ایک مشنری سے بڑھ کر کام کرنے والے تھے۔ لمبا عرصہ وہاں جماعت احمدیہ تمبا کنڈا ریجن کے صدر کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ مرکزی عاملہ میں بطور سیکرٹری امورِ خارجہ خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل تین ایکڑ اراضی جماعت کو سکول کے لیے پیش کی۔ اسی طرح تین ایکڑ اراضی آپ نے جماعتی ریجنل مشن ہاؤس کے لیے بھی رکھی اور فوت ہونے سے قبل چھ ایکڑ کے کاغذات ہمارے مبلغ ڈیکو حمید صاحب کے سپرد کیے کہ یہ جماعت کی امانت ہے، سنبھال کے رکھیں۔ اور پھر کہنے لگے کہ میں گنی کناکری جا رہا ہوں۔ مجھے امید نہیں کہ واپس آؤں گا۔

یہاں جلسے پر بھی کئی دفعہ آئے۔ جلسے پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے زمانے سے آتے رہتے تھے۔ آخری بار 2019ء کے جلسہ میں بھی شامل ہوئے۔ مجھے بھی ملے اور وہاں کے اپنے مقامی امیر صاحب کو کہنے لگے کہ زندگی کا بھروسہ کوئی نہیں۔ میری خواہش ہے کہ خلیفہ وقت کے سامنے بیٹھوں تا کہ زیادہ سے زیادہ دیکھ سکوں اور بیٹھے رہے۔ بعد میں ملاقات میں کہنے لگے کہ میرا مقصد پورا ہو گیا۔

مولانا منور خورشید صاحب کہتے ہیں کہ سینیگال میں ان کی بہت مقبول سیاسی اور انتظامی شخصیت تھی۔ سینیگال کے معروف شہر تمباکنڈا سے ان کا تعلق تھا۔ اور ان کا سیاسی خاندان تھا۔ بنیادی طور پر یہ شعبہ تعلیم سے وابستہ تھے۔ بعد میں سیاسی میدان میں آ گئے۔ 95ء میں آنریبل جگ جینگ ڈپٹی سپیکر نیشنل اسمبلی کے ذریعے جماعت کا پیغام ان کو پہنچا۔ پھر جلد ہی اللہ تعالیٰ نے دل کی گرہ کھول دی جس کے بعد بشاشت قلبی اور انشراح صدر کے ساتھ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ سینیگال میں اوائل میں بیعت کرنے والے زیادہ تر مزدور پیشہ تھے یا زمیندار تھے جو حسب توفیق مالی قربانی کرتے تھے۔ جب آپ نے بیعت کر لی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ دل کھول کر مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔ بہت نڈر اور بہادر احمدی تھے۔ دعوت الی اللہ کا ایک جنون تھا۔ ہر ملنے والے کو دعوت حق دیتے یہاں تک کہ سربراہ مملکت کو بھی جماعت کا تعارف کرانے کی توفیق ملی۔ مرحوم کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ ہر ملنے والے تک پیغام پہنچانے کی کوشش کرتے۔ ہر وقت ان کی گاڑی میں جماعتی لٹریچر اور بیعت فارم دستیاب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی نسل میں بھی یہ اخلاص و وفا جاری رکھے۔ جو احمدی نہیں ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم مبشر لطیف صاحب کا ہے۔ سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ تھے آج کل کینیڈا میں تھے۔ پہلے یہ لاہور میں رہ رہے ہیں۔ 5؍ مئی کو پچاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت احمدیہ سے بے انتہا محبت تھی۔ ان کے نانا محترم شیخ مہر علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی دوست تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے گھر ہوشیار پور میں چلہ کاٹا جس کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی عطا فرمائی۔ سترہ سال تک مبشر لطیف صاحب فیصل ٹاؤن لاہور کے صدر جماعت رہے۔ پاکستان میں جماعت کے وکلاء کی جو ٹیم تھی اس میں یہ شامل تھے اور اس بات پر فخر کرتے تھے متعدد اسیران کی خدمت اور مدد کا ان کو موقع ملا۔ ان تین وکلاء میں سے ایک تھے جنہیں 1974ء میں جماعت کی نمائندگی کا موقع ملا۔ چھیالیس سال تک پنجاب یونیورسٹی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یہ یونیورسٹی کے لاء کالج میں پڑھاتے بھی تھے۔ لاہور کی مسجد ماڈل ٹاؤن پر جب حملہ ہوا تو اس وقت یہ وہاں موجود تھے۔ یہ تو اللہ کے فضل سے محفوظ رہے لیکن ان کے چھوٹے بھائی نعیم ساجد صاحب موقع پر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد یہ بھی کینیڈا چلے گئے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تو تھے ہی، تہجد کے بھی بڑے پابند تھے۔ قرآن کریم سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور کافی نواسے نواسیاں اور پڑنواسیاں چھوڑے ہیں۔

ملک طاہر صاحب امیر جماعت لاہور لکھتے ہیں کہ محترم بیرسٹر مبشر لطیف صاحب ایک قابل اور اعلیٰ تعلیم یافتہ وکیل تھے۔ یہاں سے بھی انہوں نے اس زمانے میں لاء کی ڈگری حاصل کی تھی اور جن کی جوڈیشری (Judiciary) میں بہت عزت تھی۔ جماعتی مقدمات کے سلسلے میں 1984ء کے بعد ہمارے نوجوانوں کے خلاف جب کلمہ طیبہ کے بارے میں کیس بنے تو ان کی پیشی عام مجسٹریٹ کی عدالت میں ہو رہی تھی۔ گو مبشر صاحب ہائیکورٹ سے نیچے کی عدالتوں میں پیش نہیں ہوتے تھے لیکن جماعتی مفاد میں مجسٹریٹ کے سامنے بھی پیش ہوتے رہے اور جماعتی مقدمات میں بے لوث خدمت سرانجام دیا کرتے تھے۔ نہایت صائب اور قانونی مشورے دیتے تھے۔ بہت سے مجسٹریٹ اور جج بھی ان کے شاگرد رہے ہوئے ہیں لیکن ان کو اپنے شاگردوں کے سامنے پیش ہونے سے بھی کوئی عار نہیں تھا۔ عام طور پر مجسٹریٹ کی عدالت میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے وکیل پیش نہیں ہوتے۔

مبارک طاہر صاحب مشیر قانونی کہتے ہیں کہ مبشر لطیف صاحب کی جماعتی خدمات کا سلسلہ 1974ء سے شروع ہوا۔ آپ نے صمدانی کمیشن میں غیر از جماعت وکیل اعجاز حسین بٹالوی صاحب کو بھی اسسٹ (assist) کیا۔ 84ء کے آرڈیننس کے خلاف جو کیس شرعی عدالت میں دائر کیا گیا تھا اس کے پینل میں بھی مبشر لطیف صاحب شامل رہے۔ منصفانہ قانون کے تحت تو اس پر کچھ نہیں ہونا تھا اور یہ پتہ تھا کہ نہیں ہو گا لیکن انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بڑی محنت سے یہ سارا کیس تیار کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور ان کے لواحقین کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور سکون عطا فرمائے۔

نماز کے بعد ان شاء اللہ ان سب کا نماز جنازہ بھی ہو گا۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

فہیم احمد خادم۔ نمائندہ گھانا

رپورٹ کانووکیشن 2020ء جامعۃ المبشرین گھانا

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مورخہ 30 اگست 2020ء بروز اتوار اپنے کانووکیشن کے انعقاد کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

گزشتہ سالوں میں اس تقریب میں طلباء کے والدین، عزیز واقارب، علاقہ کے چیف صاحبان، نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران، مختلف مہمان کرام اور مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب گھانا شامل ہوا کرتے تھے۔ لیکن ایسا سب کچھ ممکن نہ تھا مگر پھر بھی ہماری کوشش تھی کہ طلباء کی اس تقریب کو بہت حد تک اچھا اور بھرپور بنایا جا سکے۔

یہ تقریب حکومت گھانا کی طرف سے وضع کردہ اصولوں کے مطابق منعقد کی گئی۔ اس سال کرونا وائرس کے باعث کسی مہمان کو مدعو نہیں کیا گیا اور صرف جامعہ کے غیر ملکی طلباء جو پہلے ہی جامعہ میں رہائش پذیر تھے اور اساتذہ جامعہ اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ اس پروگرام کے لئے پندرہ ممالک کے جھنڈے مع لوائے احمدیت لہرائے گئے تھے۔ یہ پروگرام جامعہ کے ہال میں منعقد کیا گیا جس کے لئے ہال کو خاص طور پر سجایا گیا تھا۔ سٹیج پر اس تقریب کے حوالہ سے ایک بہت بڑا بینر لگایا گیا تھا۔

اس تقریب کے مہمانِ خصوصی پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین گھانا تھے۔

اس تقریب سے قبل لوائے احمدیت پرنسپل صاحب جبکہ گھانا کا جھنڈا مولوی طاہر احمد ظفر صاحب استاد جامعۃ المبشرین نے لہرایا۔ تلاوت قرآنِ کریم سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا جو DJALO AHMADU جن کا تعلق گنی بساؤ سے ہے نے کی اور پھر غانا سے تعلق رکھنے والے ایک طالبِ علم Opoku Shariff صاحب نے نہایت سریلی آواز میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام حمد و ثناء اُسی کو پیش کیا اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔

اس کے بعد اس تقریب کا تعارف مولوی رضوان کوثر صاحب استاد جامعہ نے کروایا۔ آپ نے وضاحت سے بتایا کہ آجکل کے مخصوص حالات کے باعث یہ تقریب سادگی سے اس سال میں کی جارہی ہے۔ بعد ازاں سال بھر میں ہونے والے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشنز لینے والے طلباء میں جامعہ کے اساتذہ نے انعامات تقسیم کئے۔ علمی مقابلہ جات میں صداقت گروپ اول رہا۔ اس کے انچارج استاذ مکرم حافظ لبیب عبداللہ صاحب اور گروپ کے سیکریٹری Abdul Jalal Essel نے انعامی ٹرافی وصول کی۔

ملک مالی کے تین طلباء Ali Tembine, Ahmadou Colibally, Abubacrine Maiga نے جولا زبان میں Songs of praise پیش کیا اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھا۔ پھر پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین گھانا نے پاس ہونے والے 8 ممالک کے 26 طلباء کو قرآنِ کریم اور اسناد دیں۔

اس کے بعد مڈغاسکر سے تعلق رکھنے والے دو طلباء Moussa Basil, Hamidou Taki نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ یا قلبی اذکر احمدا ترنم سے پڑھا۔

بعد ازاں پرنسپل صاحب جامعہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں واقفِ زندگی کے فرائض پر روشنی ڈالی۔ آپ نے گزشتہ تین سالوں میں جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے کانووکیشن کے موقع پر بھیجے جانے والے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیغامات میں سے بعض حوالے پڑھ کر سنائے۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ گھانا 2004ء کے موقع پر جامعۃ المبشرین گھانا کے طلباء سے کئے جانے والے بعض اقتباسات بھی طلباء کو پڑھ کر سنائے اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

گھانا سے تعلق رکھنے والے دو طلباء Opoku Shariff, Ahmad bin Ismail Jnr نے گھانین Songs of praise پیش کئے اس کے بعد لائبیریا اور یوگینڈا سے تعلق رکھنے والے طلباء نے بھی گھانین Songs of praise پیش کئے اور پرنسپل صاحب جامعہ نے دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام کیا۔

اس موقع کی تاریخی حیثیت کی بدولت جامعہ سے پاس ہونے والے طلباء نے پرنسپل صاحب اور اساتذہ کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ اور پھر تمام شاملین کو خصوصی کھانا پیش کیا گیا اور بعد ازاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھی گئیں۔ اس طرح الحمد للہ جامعۃ المبشرین کی تقریب تقسیم اسناد انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس پروگرام کی تیاری کے لئے جامعۃ المبشرین کے طلباء اور اساتذہ نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آخر پر تمام احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ فارغ ہونے والے تمام طلباء کو اسلام احمدیت کے لئے انتہائی مفید وجود بنائے اور انہیں اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے اور جامعۃ المبشرین کے تمام اساتذہ اور دیگر کارکنان کو بھی بہترین خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: محمد محمود (قائد عمومی مجلس انصار اللہ یوکے)

رپورٹ آن لائن ٹیلی تھون مسرور آئی انسٹیٹیوٹ برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ یوکے کو مورخہ 30اگست 2020 کو مسرور آئی انسٹیٹیوٹ برکینا فاسو کی فنڈ ریزنگ کے لئے ایک آن لائن ٹیلی تھون کے انعقاد کی توفیق ملی ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

اس آن لائن ٹیلی تھون کو منعقد کرنے کا مقصد نہ صرف فنڈز اکٹھا کرنا تھا بلکہ مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کے متعلق آگاہی مہم بھی تھا۔ یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے اردو اور انگریزی زبانون میں منعقد ہوا جو کہ یوٹیوب ،فیس بک انسٹاگرام اور ٹیوٹر پر براہِ راست نشر ہوا۔ اس کے علاوہ برکینا فاسو میں وہاں کے 4 ریڈیو اسٹیشنز نے اس پروگرام کی رننگ کمنٹری ان کی اپنی زبانوں میں پیش کی۔محترم امیر صاحب برکینا فاسو کی رپورٹ کے مطابق یہ ریڈیو اسٹیشنز تقریباً 45 لاکھ کی آبادی تک سنے جاتے ہیں۔

اس پروگرام کا آغاز لندن کے وقت کے مطابق شام 5 بجے تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا ۔ پروگرام کے تعارف کے بعد ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے نے اس منصوبے کے اغراض و مقاصد بیان کیئے۔ اس پروگرام میں دکھانے کے لئے بہت سی ویڈیوز پہلے سے ہی تیار کر لی گئی تھیں جن میں مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کے انٹرویو کے علاوہ انٹرویو امیر صاحب برکینا فاسو ، ڈاکٹر احسن محمود خان صاحب امریکہ ، مکرم ڈاکٹر سعود محمود صاحب برکینا فاسو وغیرہ شامل تھے۔اس پروگرام میں براہِ راست ڈسکشن کے لئے بھی ڈاکٹرز کو مدعو کیا گیا تھا جن میں مکرم ڈاکٹر فیصل احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر عمران مسعود صاحب اور مکرم ڈاکٹر قاسم منصور صاحب شامل تھے۔ ان احباب نے آنکھوں کی بیماری کے متعلق اور خاص کر برکینا فاسو میں اس بیماری کی شدت کے متعلق دیکھنے والوں کو آگاہ کیا اور بتایا کہ اس انسٹیٹیوٹ کی کتنی اہمیت ہے۔

محترم امیر صاحب یوکے مکرم رفیق حیات صاحب کو بھی خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ آپ نے احباب کو درخواست کی کہ وہ اس میں عطیات دیں۔ اسی طرح چیرمین چیرٹی واک فور پیس مکرم ظہیر احمد صاحب اور وائس چیرمین مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب نے چیرٹی واک فور پیس مجلس انصار اللہ یوکے کے متعلق دیکھنے والوں کو آگاہ کیا۔

یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً 8 بجکر 15 منٹ پر اختتام پزیر ہوا۔

اس ٹیلی تھون میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی طور پر 30 ہزار پاونڈز کی رقم براہِ راست اکٹھی ہوئی اور اسی طرح آن لائن ہی مجموعی طور پر 33،000 پاونڈز سے زائد احباب نے وعدے کیئے۔ اس طرح

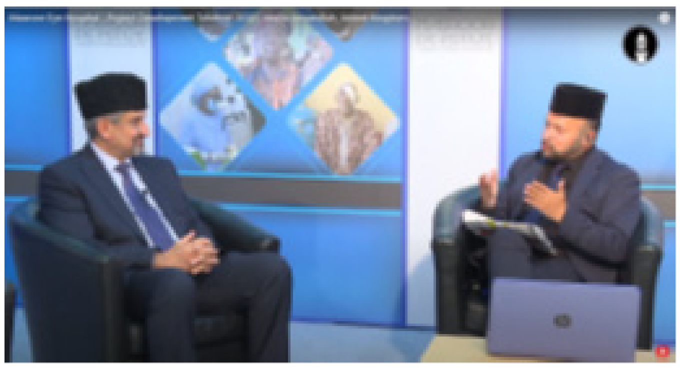

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی طور پر 63،000 پاونڈز کی رقم اکٹھی کرنے کی توفیق ملی۔

ITرپورٹ کے مطابق اس پروگرام کو 8000 سے زائد افراد یا گھرانوں نے یوٹیوب ،فیس بک اور ٹویٹر کے ذریعہ براہ، راست دیکھا۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعہ تقریباً 30000 سے زائد افراد تک مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کے متعلق آگاہی ہوئی۔

مسرور آئی ہسپتال کے متعلق مزید معلومات کے لئے درج ذیل ویب سائیٹ سے معلومات لی جاسکتی ہیں۔

/https:// mei2020.org

پیارے حضور کی دعاؤں کی تازہ تحریک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اگست 2020ء میں فرمایا:

آجکل مخالفت پاکستان میں پھر زوروں پر ہے بلکہ ممبران اسمبلی بھی جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کر کے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ غلط طور پر ان لوگوں کی غلط حرکات کو پیش کیا جاتا ہے جن کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور پھر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ احمدی تھے حالانکہ وہ ان کا ان حرکت کرنے والوں کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آجکل سستی شہرت کے لئے ہر گھسا پٹا انسان جو ہے وہ یوٹیوب پر جماعت کے خلاف اپنے پروگرام بنا کر اور غلط باتیں منسوب کر کے سمجھتا ہے کہ میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں حالانکہ نیک نیت نہیں ہیں وہ لوگ صرف اپنی سستی شہرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شر ان پر الٹائے۔ ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کی جماعت کو بھی دنیا میں بھی دعائیں ہمیں بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

(ترجمہ: اے میرے رب! ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس تو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ بہت پڑھیں۔

(ترجمہ نمبر 1۔: اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

ترجمہ نمبر 2۔: اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔ (خطبہ جمعہ 30 مئی 2014ء)

درود شریف بہت پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے ان شریروں کے شر سے۔ جوں جوں یہ دشمنی بڑھ رہی ہے توں توں ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔

(ادارہ)

طلوع وغروب آفتاب

05 اکتوبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:57	18:04
مدینہ منورہ	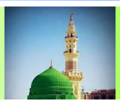	04:58	18:04
قادیان		05:04	18:08
ربوہ		04:44	17:48
اسلام آباد ٹلفورڈ	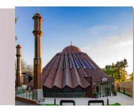	05:41	18:31